پہلے سے زیادہ غیر مسیحیوں کو حلقۂ مسیحیت میں لایا جائے گا۔ جناب ٹیلر نے مزید بتایا کہ کمشن کے کام کے بارے میں اگلے سال ایک رپورٹ بھی شائع کی جائے گی۔

ایشیا

پاکستان: "جداگانہ طریقۂ انتخاب نے مسیحی قوم کو قومی سفر پر گامزن کیا ہے۔۔۔"

[کچھ عرصہ پہلے بشپ ہاؤس فیصل آباد میں کل پاکستان اقلیتی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ زاہد انور نے ماہنامہ "مکاشفہ" کے لیے کانفرنس کی رپورٹ مرتب کی جو معاصر مذکور کے شکریے کے ساتھ ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ مدیر]

فیصل آباد کاتھولک بشپ ہاؤس میں جسٹس اینڈ پیس کمیشن کے زیر اہتمام کل پاکستان اقلیتی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، مگر یہ کانفرنس مسیحی کانفرنس تک ہی محدود رہی، کیونکہ اس کانفرنس میں دوسری اقلیتوں کا کوئی بھی نمائندہ شریک نہ ہوا۔ اس کے باوجود کہ اس کانفرنس میں بڑی تعداد میں مسیحی ایم - این - اے، ایم - پی - اے، سیاسی، سماجی و مذہبی رہنماؤں نے شرکت کی، پھر بھی یہ کانفرنس افراتفری کا شکار رہی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ کانفرنس ایک تاریخ مرتب کرتی اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنتی، مگر مخلوط انتخابات کا نعرہ لگانے والوں نے اسے ہر طریقے سے سبوتاژ کرنے کی کوشش کی اور بشپ جان جوزف کی ایک مثبت کوشش کو ہر حال میں فیل کرنا چاہا، مگر بشپ جان جوزف نے بھی کمال دانش مندی اور جرات سے کانفرنس کو کنٹرول کیا۔ ویسے تو اس کانفرنس میں بہت سے مسئلے زیر غور بنے، مگر سب سے زیادہ طریقۂ انتخاب رہا۔ اس اہم موضوع پر بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے۔ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جداگانہ طریقۂ انتخاب نے مسیحی قوم کو قومی سفر پر گامزن کیا ہے، ایک بکھری ہوئی قوم مضبوط اور مستحکم ہوئی ہے اور اب یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ آگے جا کر ان کا کیا مستقبل ہو گا۔ جداگانہ انتخابات کا اندازہ ملک کے نامور دانشور زیڈ - اے - سلہری کے اس مضمون سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے بھارت کے موجودہ الیکشن پر لکھا ہے کہ مخلوط انتخابات کے ذریعے بارہ کروڑ مسلمانوں کو بے اثر کر دیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے کالم کے ذریعے دنیا بھر کی اقلیتوں پر ثابت کیا ہے کہ مخلوط انتخابات ان کے لیے خودکشی کے مترادف ہیں، مگر یہاں تو چند نام نہاد لوگ اقلیتوں کو پھر اس آگ

میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ قوموں کی نمائندگی قوم کا ہی کوئی فرد کر سکتا ہے اور اس کا ثبوت پاکستانی مسیحی ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں دیکھ چکے ہیں جس میں پاکستانی مسیحیوں نے تو پیپلز پارٹی کو کامیاب کرانے میں بہت بڑا کردار ادا کیا اور اس کے بعد پارٹی نے مسیحیوں کا جو حشر کیا وہ بھی نہیں بھولنا چاہیے۔ مسیحیوں سے تعلیمی ادارے اور ہسپتال چھین لیے گئے۔ مولانا کوثر نیازی نے اپنی کتاب 'آئینہ تثلیث' میں مسیحیت کی جو کردار کشی کی اس کی تلافی ناممکن ہے۔ سیالکوٹ مرے کالج میں بائبل مقدس کو جلایا گیا۔ راولپنڈی لیاقت باغ کے سامنے سکولوں کی واپسی کے سلسلے میں نکالے گئے جلوس پر فائرنگ کرکے ہمارے نوجوانوں کو شہید کر دیا گیا۔ قوم کو جسٹس کارنیلیئس کے بارے میں ذوالفقار علی بھٹو کے یہ اقدام [کذا، الفاظ؟] بھی نہیں بھولنے چاہییں کہ میں کسی کرسچین کے عبوری آئین کو تسلیم نہیں کرتا اور جسٹس کارنیلیئس کے لکھے ہوئے عبوری آئین کو صرف اس لیے مسترد کر دیا کہ یہ کسی کرسچین کا لکھا ہوا آئین تھا۔

پاکستان کا مخصوص طبقہ ضیاء الحق کو ڈکٹیٹر کے نام سے پکارتا ہے، مگر ضیاء الحق نے مسیحی قوم کو جداگانہ انتخابات دے کر بہت بڑا احسان کیا اور یہ حق دیا کہ اقلیت بھی اسمبلیوں میں بیٹھ کر اکثریت کے ساتھ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے اور اپنی قوم کی ترجمانی بھی، مگر مخلوط انتخابات کا نعرہ لگانے والے دن رات اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اس راگ کو آلاپ رہے ہیں۔ ویسے بھی ان کے علم میں یہ بات ہے کہ ہم نے تو کبھی بھی ایم - این - اے یا ایم - پی - اے نہیں بننا۔ ان کی کوشش ہے کہ مخلوط انتخابات کے ذریعے نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ انھیں سب سے زیادہ دکھ تو اس بات کا ہے کہ جداگانہ طریقۂ انتخابات سے تو مسیحی قوم تعلیمی و معاشی طور پر بہت مضبوط ہو گئی ہے۔ مناسب تعداد میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں نمائندے پہنچ چکے ہیں۔

مخلوط انتخابات کا حامی اور جداگانہ انتخابات کا دشمن وفاقی وزیر کے مزے لے رہا ہے اور ایک پارلیمانی سیکرٹری امور خارجہ کے منصب پر فائز ہے۔ کئی ایم - پی - اے مشیروں کے جھنڈے والی گاڑیوں پر بیٹھ کر غریب پر رعب ڈال رہے ہیں۔ بشیر مسیح مرحوم نے بلوچستان اسمبلی میں ڈپٹی سپیکر کی نشست پر ایک سردار کو شکست دی اور بعد میں ضمنی الیکشن میں شوکت مسیح نے اسلام آباد سے آئے ہوئے تین ایم - این - اے کی ٹیم کو شکست دے کر ثابت کیا کہ پاکستان کی اقلیت بکنے والی قوم نہیں ہیں اور آج بھی ارجن داس بگٹی جیسا درویش آدمی بلوچستان اسمبلی میں ڈپٹی سپیکر کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

سسل چوہدری نے خطابات میں فرمایا کہ بشپ کانفرنس مخلوط انتخابات کے حق میں اپنا فیصلہ دے چکی ہے اور اس کا باقاعدہ اعلان بھی کیا جا چکا ہے۔ مسیحی قوم کو یاد ہو گا کہ اب تک جتنے الیکشن ہوئے ہیں، ہر الیکشن میں ان لوگوں نے اپنی پسند کے امیدوار کھڑے کیے ہوئے تھے اور ان کو کامیاب

کروانے کے لیے اپنے سیاسی، سماجی اور مالی وسائل استعمال کیے اور ان میں سے آج بھی کئی اسمبلیوں میں بیٹھے اپنے جوہر دکھا رہے ہیں۔ ایک حضرت کو تو وفاقی وزیر کے عہدے تک پہنچایا گیا جس نے بعد میں مسیحیوں پر شریعت بل نافذ کروانے میں اہم رول ادا کیا اور مذہب کا خانہ بنوانے کے لیے بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ بشپ کانفرنس کو پوری قوم کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے، کیونکہ یہ عوامی مسئلہ ہے اور یہ صرف عوام کا حق ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ انہیں کون سا طریقۂ انتخابات چاہیے۔ ایک وفاقی وزیر بھی جو جداگانہ طریقہ انتخابات کی بہت مخالفت کرتا تھا، آج اس کی پیداوار بن کر پھر جداگانہ انتخابات کی مخالفت کر رہا ہے۔ اب یہ منافقانہ رویّہ ترک ہونا چاہیے۔ آخر میں بشپ جان جوزف جو اس کمیٹی کے کنوینر مقرر ہوئے ہیں، ان سے گذارش ہے کہ آئندہ یہ اجلاس ٹھنڈے علاقے میں ہو یا گرم میں اس میں تمام مکتبہ ہائے فکر کے لوگوں کو مدعو کیا جائے اور ملک کی تمام اقلیتوں کو شامل کر کے اس کو واقعی اقلیتی کانفرنس بنایا جائے۔

پاکستان کی تمام اقلیتیں اکیسویں صدی میں داخل ہونے سے پیشتر بیسویں صدی پر غور اور فکر کر سکیں، کیونکہ وزیر اعظم پاکستان اس بات کا کھل کر اظہار کر چکی ہیں کہ اکیسویں صدی میں فرقہ پرستی اور مذہبی رجحانات عروج پر ہوں گے۔ اب بھی وقت ہے کہ پاکستانی اقلیتیں مل بیٹھ کر اپنے لیے کوئی مضبوط پلیٹ فارم بنا سکیں۔ کیونکہ اگر دوبارہ مخلوط انتخابات ٹھونس دیے گئے تو صدیوں تک تلافی نہ ہو گی۔ ہر وہ آدمی جو ایم - این - اے یا ایم - پی - اے کے خواب دیکھ رہا ہے، کونسلر بھی نہ بن سکے گا۔ نہ کوئی وزیر ہو گا، نہ پارلیمانی سیکرٹری اور پاکستانی اقلیتیں پھر سے پستی کی طرف سفر شروع کر دیں گی۔ اگر اس عذاب سے اقلیتوں کو محفوظ ہونا ہے تو پھر جداگانہ طریقہ انتخابات کی حمایت کرنا ہو گی۔

کرسچین لبریشن فرنٹ: ریلی اور مطالبات

۱۱ اگست ۱۹۹۶ء کو کرسچین لبریشن فرنٹ کے زیر اہتمام لاہور میں ایک ریلی کا اہتمام کیا گیا۔ مسیحی ذرائع کے مطابق اس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ریلی کے منتظمین نے بینروں اور اپنے خطابات کے ذریعے جو مطالبات کیے، ان میں سے ایک یہ تھا کہ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بجائے عوامی جمہوریہ پاکستان قرار دیا جائے۔ کیوں کہ "پاکستان صرف اکثریتی طبقے کی سرزمین نہیں بلکہ یہاں دوسرے مذاہب کے لوگ بھی رہتے ہیں۔" یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ قوانین ۲۹۵-بی اور سی ختم کیے جائیں۔ اگر یہ قوانین ختم نہ کیے گئے اور "مذہبی تقسیم کو نہ روکا گیا تو پاکستان میں مزید تقسیم کا عمل شروع ہو سکتا ہے۔" کرسچین لبریشن فرنٹ کے صدر نے کہا کہ "وہ توہینِ رسالت، قانون شہادت، حدود آرڈی ننس، تنسیخِ نکاح آرڈی ننس، قصاص و دیت اور پاکستانی شہریوں کو ختم کرنے والے کسی بھی